

شاہ ولی اللہ کی فتح الرحمن کا ایک نادر قلمی نسخہ

احمد خان

شاہ ولی اللہ دہلوی کی دینی خدمات خصوصاً اسلام کو منقح شکل میں پیش کرنے کی سعی و کوشش سے ہر شخص واقف ہے۔ آپ کی سوانح حیات اور کارناموں سے متعلق کئی کتابیں لکھی جا چکی ہیں۔ آپ کے خیالات، نظریات اور تعلیمات پر متعدد علماء نے روشنی ڈالی ہے۔ موجودہ تحریر میں ان کی ایک کتاب جو فتح الرحمن فی ترجمۃ القرآن ہے، کے ایک نادر قلمی نسخے کا تعارف پیش کرنا مقصود ہے۔ اس نسخے پر روایت کی اجازت خود شاہ ولی اللہ کی تحریر کردہ ہے۔ ان کی یہ تالیف ان کے سامنے پڑھی گئی اور اور پڑھنے والے کو شاہ صاحب نے باقاعدہ روایت کی اجازت دی۔

شاہ ولی اللہ کی تمام تالیفات چھپ چکی ہیں۔ ان کی حیات ہی میں ان کی تالیفات کو مقبولیت حاصل ہو چکی تھی۔ ان تالیفات میں ترجمہ قرآن کی ایک ممتاز حیثیت ہے، کیونکہ شاہ صاحب ہی وہ پہلی شخصیت ہیں جنہوں نے اہل ہند کو قرآن کے ترجمے سے روشناس کرایا۔ یہ ترجمہ ۱۱۵۱ھ میں مکمل ہوا اور ۱۱۵۶ھ سے اس کی تدریس کا باقاعدہ سلسلہ شروع کر دیا گیا۔ اس ترجمے کے ساتھ جو تشریحی نوٹ ہیں وہ بہت ہی اہم ہیں جن کے بارے میں مولانا عبید اللہ سندھی نے یوں تحریر فرمایا ہے :

”آپ نے ترجمہ کے ساتھ مختصر طور پر جو تشریحی فوائد لکھے ہیں ان کی اہمیت میں یورپ میں جا کر سمجھ سکا ہوں۔“

قرآن کے ترجمے کے بارے میں مولانا میندی فرماتے ہیں :
 ”قرآن عظیم کا مذکورہ ترجمہ میرے نزدیک ایک ہندوستانی کے لئے
 تمام تفاسیر سے بہتر کتاب ہے“ (۱)۔

طالبان علم کسب فیض کے لئے دور دراز کے علاقوں سے چل کر شاہ صاحب کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے۔ طریقہ یہ تھا کہ طلبہ اپنے قلم سے خود لکھ کر یا کسی کاتب سے لکھوا کر کتابیں شاہ صاحب کے پاس لے جاتے اور ان کے سامنے اس کا کچھ حصہ یا پوری کتاب پڑھتے۔ شاہ صاحب غلط مقامات کی تصحیح فرما دیتے، کوئی نکتہ ذہن میں آتا تو دوران تعلیم وہ بھی فرما دیتے۔ ایسے نکتے طالب علم اپنی کتاب کے حاشیہ پر افادات کی شکل میں لکھ لیتے تھے۔ خود اپنی جن تالیفات کی روایت مقصود ہوتی شاہ صاحب ان کو نہایت اہتمام سے سنتے، ان کے ایک ایک لفظ کو درست کراتے اور ان کے مشتملات کے ضمن میں اگر کوئی بات اس وقت ذہن میں آتی تو اضافہ فرما دیتے تھے۔ چنانچہ ہر مصنف کی طرح ان کی بھی یہی کوشش ہوتی تھی کہ ان کی ہر کتاب کابل ترین صورت میں عوام کے سامنے آئے۔ شاہ صاحب نے اپنی اس تالیف کو بھی عمر کے آخری سالوں میں مکمل ترین صورت میں تحریر کرائے کی سعی کی ہے۔

شاہ صاحب کے شاگردوں کی تعداد شمار سے باہر ہے۔ پورے عالم اسلام کے اس وقت کے علماء نے آپ سے استفادہ کیا ہے۔ آپ کے شاگردوں میں بعض تو خود جید قسم کے عالم ہو گزرے ہیں۔ ایک صاحب نور شاہ نامی اکتساب علم کے لئے شاہ صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے ہیں۔ انہوں نے غالباً دوسری کتابوں کے علاوہ فتح الرحمن فی ترجمۃ القرآن بھی ان سے پڑھا ہے۔ قاعدے کے مطابق شاہ صاحب نے اس نسخے سے کچھ حصہ سنایا اور پھر پوری کتاب

مولانا عید اللہ شاہ : القرآن (شاہ ولی اللہ) ص ۲۶۳

کی روایت کی الہی اجازت دہدی۔ یہ اجازت نور شاہ صاحب کے مملوکہ نسخہ پر بھی تحریر کردی ہے۔ فتح الرحمن کا یہ نسخہ مختلف ہاتھوں سے گزرتا ہوا حال ہی میں ادارہ تحقیقات اسلامی کے کتب خانے میں پہنچا ہے۔

اس نسخے کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ شاہ ولی اللہ صاحب نے خود اس کو سننا ہے دوسری خصوصیت یہ ہے کہ نور شاہ صاحب نے ان نکات کو بھی کتاب کے حاشیہ پر درج کر دیا ہے جو دورانِ سماعت شاہ صاحب نے قرائتے۔ فتح الرحمن مطبوع سیرتھ ۱۲۸۵ھ سے میں نے اس نسخے کا مقابلہ کر کے دیکھا ہے کئی نکات میں اضافہ ہے اور کئی نکات تو بالکل نئے اور خاصے طویل ہیں۔ بدین وجہ یہ نسخہ بہت زیادہ قدر و قیمت کا حامل ہے۔ اس کے علاوہ یہ تحریر شاہ ولی اللہ کی زندگی کے آخری حصہ کی ہے اس لئے بھی زیادہ اہمیت رکھتی ہے۔

اس نسخے میں ایک خاص بات یہ بھی ہے کہ نور شاہ صاحب نے جو توضیحات حاشیہ پر لکھی ہیں ان کو کسی صاحب نے سلسلہ وار یکجا کر کے بطور ضمیمہ آخر میں لگا دیا ہے۔ ان کو ایک جگہ جمع کرنے کا ایک خاص مقصد تھا جسے ابتداء میں جامع نے یوں واضح کیا ہے :

ہاید دالست کہ در ہاش مسودہ این ترجمہ حواشی چند نوشتہ بودند۔ بعض مبین توجیہ کہ ترجمہ سنی پر آئست و شاهد وجہ از وجودہ تفسیر کہ در ترجمہ اختیار کردہ شد و بعض تنبیہ بر تفردات و ترجیحات حقیر و بحسب اتفاق بعضے آن حواشی بزبان عربی بود و بعضے بزبان فارسی۔ چوں این ترجمہ بعضے گشت بخاطر مستحسن نمود کہ آن حواشی را کہ در ذیل این نسخہ ہمماں عبارت کہ درست نوشتہ شود تا ناظر در ترجمہ آن فوائد را نیز دریاہند۔

اس عبارت سے پتہ چلتا ہے کہ ان حواشی کو اس نسخے کی ذیل بنانے میں کئی فوائد پیش نظر تھے۔ بعض کا تعلق شاہ ولی اللہ کے خیالات یا تفسیری

نکات سے ہے اور بعض متفرق اسور پر تنبیہ کا درجہ رکھتے ہیں۔ ان میں سے بعض عربی زبان میں ہیں اور بعض فارسی میں۔ ان سب کو یکجا اس لئے کر دیا گیا تاکہ ترجمہ دیکھنے والے ان فوائد کو بھی ایک نظر میں دیکھ سکیں۔

اٹھارہ صفحات پر مشتمل یہ نکات نور شاہ صاحب کے ہاتھ کی تحریر نظر نہیں آئے کیونکہ حاشیے پر لکھی ہوئی ان کی تحریر سے یہ تحریر ذرا مختلف ہے۔ یہ بھی ممکن ہے کہ الہی کے ہوں، حاشیہ پر جلدی کی وجہ سے شکستہ حالت میں لکھے گئے ہوں بعد میں ٹھہر ٹھہر کر نقل کیا ہوگا اس لئے خط میں فرق ہو گیا۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ انہوں نے کسی اور شخص سے لکھوا کر شاسل کر دیا ہو۔ یہ بھی ممکن ہے کہ یہ نسخہ نور شاہ صاحب سے جب کسی اور شخص کے پاس منتقل ہوا ہو تو اس نے خود لکھ کر یا کسی سے لکھوا کر یہاں لگا دیا ہو۔ بہر حال جس کسی نے ایسا کیا ہے اس نے ترجمے کے ساتھ شاہ صاحب کی توضیحات کو محفوظ کر دیا ہے۔

یہ نسخہ بہت عمدہ لکھا ہوا ہے۔ اس کے کاتب عظمت اللہ بن حافظ لطف اللہ ہیں۔ کاتب نے اس نسخے کی تحریر سے فراغت کی تاریخ اور وقت کو یوں تحریر کیا ہے :

قد وقع الفراغ من ترجمة القرآن المجید تصنيف حقائق و معارف
اکھ میاں شاہ ولی اللہ فی وقت نصف النهار يوم الثلاثاء فی سبعة عشر من
رمضان المبارك سنة ألف و مائة و اثنا و سبعین من هجرة النبی
صلی اللہ علیہ وسلم ید الفقیر الراجی الی رحمة اللہ عظمت اللہ
بن حافظ لطف اللہ غفر اللہ له و لوالدیه ۔

یعنی یہ نسخہ شاہ ولی اللہ کی وفات (۱۱۷۶ھ) سے تقریباً چار سال قبل لکھا گیا ہے۔ ممکن ہے نور شاہ صاحب نے اسی سال یا اس کے کچھ عرصہ بعد یہ نسخہ شاہ صاحب سے پڑھا ہو۔

اس نسخہ میں فی صفحہ اٹھارہ یا ایس سطرین ہیں۔ اس میں قرآنی آیات پر شاہ ولی اللہ کے فرمان کے مطابق سرخ روشنائی سے لکیریں لگائی گئی ہیں۔ متن میں پہلے آیات درج ہیں۔ ان کے بعد ان کا ترجمہ اور مختصر تشریح بڑبان فارسی تحریر ہے۔ حواشی کے نکات میں کہیں کہیں عربی زبان بھی استعمال کی گئی ہے۔ خیال رہے کہ مطبوعہ کتاب میں آیات کے نیچے ان کا فارسی ترجمہ ہے اور نکات کو الگ حاشیے میں درج کیا گیا ہے۔

اس نسخے کے اصل مالک اور شاہ ولی اللہ کے شاگرد نورشاہ کے بارے میں کوئی معلومات حاصل نہ ہو سکی۔ معروف تذکروں میں ان کے بارے میں کچھ نہیں ملتا۔

شاہ صاحب نے اپنی یا دوسروں کی کتابوں پر جو اجازت تحریر کی ہے ان کے الفاظ ایک دوسرے سے مختلف ہیں۔ صحیح بخاری پر، جس کا نسخہ خدا بخش لائبریری (پٹنہ) میں محفوظ ہے (۲)، جو کلمات تحریر کئے ہیں ان کی نسبت فتح الرحمن کے اس نسخے کے الفاظ بہت مختصر ہیں۔ اس نسخے کے الفاظ یہ ہیں :

بسم الله الرحمن الرحيم۔ الحمد لله وحده اما بعد فقد سمع على طرفا
من هذا الكتاب المسمى بفتح الرحمن في ترجمة القرآن صاحب. هذه
النسخة السيد نورشاہ و اجزت له رواية سائره، و أنا الفقير مؤلف الكتاب
احمد المدعو بولي الله كان الله له في الاولى والاخرى و الحمد لله۔

اس اجازت نامے میں کوئی تاریخ درج نہیں جس سے معلوم ہو سکے کہ نورشاہ صاحب نے کب یہ ترجمہ پڑھا تاہم یہ طے ہے کہ نسخے کی تحریر (۱۱۷۲ھ) کے بعد یہ اجازت حاصل کی گئی ہے۔ اس کے صحیح سال و ماہ کا پتہ اس صورت میں لک سکتا ہے جب کوئی صاحب نورشاہ صاحب کی سوانح پر

(۲) مسعود عالم ندوی : الفرقان (شاہ ولی اللہ نمبر) ص ۲۳۷۔

روشنی ڈالیں اور شاہ صاحب سے ان کی صلاحات کے وقت اور سال کی تعیین - بھی فرمائیں -

یہ نسخہ بہت اچھی حالت میں ہے - اس پر غیر واضح ایک بیضویہ سہر بھی ہے جس میں ایک لفظ خادم بالکل صاف پڑھا جاتا ہے - اس سہر میں سن بھی درج ہے مگر اس میں سینکڑے کا ہندسہ صاف نہیں البتہ ایک ہزار اور ۶ ٹھیک پڑھا جاتا ہے -

